حضرت محمد ﷺ کے معاشرتی رویے اور ان کے نفسیاتی اثرات

Social Behavior of the Holy Prophet Muhammad (SAW) and their Psychological Impact

*محمد عبدالحق

**پروفیسر ڈاکٹر عطاالرحمن

Abstract

The social life of an individual is reflected in his behaviors and attitudes. These attitudes are the bedrock of our social life and determine our thinking and actions. These attitudes Colors our thinking in positive or negative way. The life and biography (See'rah) of the Holy Prophet (saw) serves as a model for us to fashion our behaviors. The enlightened teachings of the Holy Prophet (saw) established a balanced relations ship between individual and social development. This essay analysis patterns of social behaviors in the light of the See'rah Holy Prophet (saw).

Keywords: Prophet Muhammad (SAW), Social Behavior, Psychological Impact, Role Model

---

*لیکچرر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

*ڈین فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومینیٹیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ

مختلف معاشرتی سائنسز اپنے زاویہ نگاہ سے انسان کے معاشرتی مسائل پر روشنی ڈالتی ہیں۔ نفسیات کی ایک شاخ جو کہ معاشرتی نفسیات(social psychology) ہے یہ انسان کے معاشرتی مسائل کا اس تناظر میں مطالعہ کرتی ہے کہ فرد اور گروہ کا باہمی تعامل (interaction) کیسا ہونا چاہیئے ؟ معاشرتی نفسیات دان یہ سمجھتے ہیں کہ فرد کے رویے کا معاشرتی تجزیہ کیا جائے کیونکہ معاشرتی مسائل کے حل کے لئے فرد کے رویے کو سمجھنا ایک ناگزیر امر ہے۔ ایک انسان اپنے رویے کو کس انداز سے پروان چڑھائے ؟ اسی طرح معاشرتی ماحول ایک فرد کے رویے پر کس طرح اثرانداز ہوتا ہے ؟ نیز ایک فرد دوسرے افراد یا گروہوں سے کس طرح معاملہ کرتا ہے ؟ اسی طرح گروہوں کا باہمی رویہ کس طرح کا ہے ؟ معاشرتی نفسیات دانوں کو اس امر پر یقین ہیں کہ معاشرتی نفسیات بہت سے معاشرتی مسائل کو حل کر سکتی ہے بشرطیکہ سائنسی بنیادوں پر اخذ کئے گئے اصولوں کا معاشرتی ماحول پر حقیقی اطلاق کر لیا جائے ([1])۔

لفظ معاشرہ کی لغوی تحقیق: معاشرہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور باب مفاعلہ کی ایک خاصیت اشتراک ہے یعنی وہ فعل جانبین سے ہوتا ہے لہٰذا معاشرہ کا معنٰی ہے باہم زندگی گذارنا۔

معاشرہ کی اصطلاحی تعریف: معاشرہ کا مطلب افراد کا ایک ایسا اجتماع ہے جس کے پیش نظر کوئی مشترکہ فائدہ ہو اور افراد کا یہ اجتماع اس طور پر ہو کہ مل جل کر منظم انداز سے زندگی بسر کریں اور مقاصد کے حصول کیلئے رسم ورواج اور قانون کی پابندی کرتے ہوئے چند ادارے بھی قائم کریں۔

معاشرتی نفسیات کیا ہے ؟: اکثر ماہرینِ نفسیات نے معاشرتی نفسیات کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے۔

معاشرتی نفسیات کی تعریف:

Social psychology is a broad field whose goals are to understand and explain how our thoughts, feelings, perceptions, and behaviors are influenced by the presence of, or interactions with, others. ([2])

معاشرتی نفسیات ایک وسیع مضمون ہے جس کا منتہٰی یہ سمجھنا اور بیان کرنا ہوتا ہے کہ دوسرں کی موجودگی یا تعامل سے کیسے ہماری سوچیں، احساسات، ادراکات اور کردار متاثر ہوتے ہیں۔

معاشرتی زندگی میں رویے نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں بہت سارے ماہرین کے نزدیک معاشرتی نفسیات کا سب سے اہم اور برتر موضوع رویوں کے موضوع کو قرار دیا گیا ہے اس لئے ہم اولاً رویے کی تعریف بیان کرتے ہیں۔

رویے کی تعریف: رویّے کیا ہوتے ہیں؟ ان کی حقیقت کیا ہے؟ ان باتوں کو جاننے کے لئے ہم معاشرتی نفسیات کے ماہرین کی بیان کردہ تعریف کو بیان کردیتے ہیں۔

Attitude is relatively stable evaluative disposition directed toward some object or event it consist of feelings behaviors and belief.

ترجمہ: یعنی رویے سے مراد کسی شے یا واقعہ کی طرف کم و بیش مستقل رجحان ہوتا ہے اور یہ احساسات، طرز عمل اور اعتقادات پر مشتمل ہوتا ہے([3])۔

انسانی زندگی پر رویوں کے اثرات: زندگی میں رویوں کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے یہی رویے ہماری سوچ اور کردار کے رخ کو کسی ایک جانب متعین کرتے ہیں اور ان میں شدت یا کمی کا باعث بنتے ہیں چنانچہ اس وجہ سے رویوں کا موضوع بھی معاشرتی نفسیات کا ایک اہم اور بنیادی موضوع ہے۔ معاشرتی نفسیات کو جب بیسویں صدی کے آغاز میں ایک علیحدہ مضمون کی حیثیت دی جانے لگی تو بہت سارے ماہرین کے نزدیک معاشرتی نفسیات کا سب سے اہم اور برتر موضوع رویوں کے موضوع کو قرار دیا گیا معاشرتی نفسیات میں اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی جستجو کی جاتی ہے کہ کس چیز کے کیا معاشرتی اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ لوگوں کے رویوں کا مطالعہ سے ہمیں اس سوال کا جواب ملتا ہے کیونکہ جب ہم معاشرتی اثرات کے تناظر میں فرد کا مطالعہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے افراد کی معاشرتی زندگی رویوں کی شکل میں ہمارے سامنے آتی ہے کیونکہ کسی مسئلہ کے متعلق جب لوگ اپنی آراء کا اظہار کرتے ہیں تو در حقیقت وہ اپنے رویوں کا اظہار کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد دوسرے کے رویوں پر اثر انداز ہونا ہوتا ہے لیکن کبھی ایسی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ تبادلہ معلومات کی وجہ سے جب وہ دوسروں کی آراء سے مستفید ہوتے ہیں تو پھر تشکیل نو کے عمل سے گذرتے ہوئے اپنے رویوں میں تبدیلی لاتے ہیں چنانچہ جب ایک بچہ معاشرتی ماحول میں پروان چڑھتا ہے تو

معاشریت کے عمل سے گذرتے ہوئے اس کی شخصیت میں رویوں کا ایک ایسا نظام تشکیل پاتا ہے جو کہ اس کے معاشرتی وقوفات وادراکات اور ہیجانات و محرکات پر مشتمل ہوتا ہے اور پھر وہ اس نظام کو اپنے معاشرتی تعامل میں استعمال کرتا ہے اسی وجہ سے کوئی فرد اپنے رویوں کی بنیاد پر کسی دوسرے فرد یا جماعت کے ساتھ معاشرتی تعامل سرانجام دیتا ہے۔

رویے اس قدر اہم کیوں ہیں؟: مندرجہ ذیل دو وجوہات کی وجہ سے معاشرتی نفسیات دان رویوں کے موضوع کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں:

1: معاشرتی نفسیات کا بنیادی مقصد معاشرتی کردار کی تشریح اور تعبیر کرنا ہے اور پھر اس کے متعلق پیشن گوئی کرنا ہے مذکورہ امور کے حصول کے لئے رویوں کا علم ایک لازمی امر ہے۔

2: عام طور پر رویے دیرپا ہوتے ہیں تاہم ان میں تبدیلی بھی کی جاسکتی ہے معاشرتی نفسیات کے ماہرین رویوں کی تبدیلی کی وجوہات اور حالات کے بارے میں جاننے کی کوششیں کرتے ہیں چنانچہ اپنے علم کی بنیاد پر یہ ماہرین رویوں کی تبدیلی کے لئے اقدامات کر سکتے ہیں([4])۔

انسانی زندگی کے بنیادی رویے: ویسے تو معاشرتی زندگی میں ہم مختلف رویّے اختیار کرتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی دوسروں کے مختلف رویّوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تاہم کچھ بنیادی رویّے ایسے ہیں جن سے ہماری معاشرتی زندگی بہت متاثر ہوتی ہے ذیل میں ہم انہی بنیادی رویّوں کے متعلق سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہیں۔

معاشرتی زندگی میں دوسرے افراد سے میل جول ایک ایسا لازمی عنصر ہے جس سے ہمیں روزانہ بار بار واسطہ پڑتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دوسرے سے ملاقات ہو تو ایسا کونسا رویّہ اختیار کیا جائے جس سے میل جول میں تلخی کے بجائے محبت پیدا ہو اس حوالے سے آپ ﷺ نے زریں نفسیاتی اصولوں سے کام لیتے ہوئے ہمیں مختلف تعلیمات دی ہیں دوسروں کے ساتھ محبت سے پیش آنا ایک ایسا بنیادی رویّہ ہے جو ہماری تمام مشکلات حل کرنے کی چابی ہے۔

باہمی محبت کا رویہ: جدید تحقیقات کے مطابق محبت ہماری Emotional Health پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے جب کوئی دوسرا فرد ہمارے ساتھ محبت اور گرم جوشی سے ملتا ہے تو اس سے ہمارے رویوں اور کردار پر اچھے اور خوش کن اثرات

مرتب ہوتے ہیں اگر وہ ملنے والا اجنبی ہو تو پہلی ملاقات میں ہی اگر اس کی جانب سے محبت اور گرم جوشی پائی جائے تو اس کے متعلق منفی جذبات ذہن میں پیدا نہیں ہوتے اور اس سے اجنبیت محسوس نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اس کے متعلق ہمارے طرزِ عمل میں خود بخود تبدیلی آجاتی ہے اور اس سے اپنائیت محسوس ہوتی ہے اس رویے کی وجہ سے آپس میں ایک دوستانہ ماحول پیدا ہوتا ہے جو بہتر طور پر ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے([5])اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ہمیں ایسی تعلیمات اختیار کرنے کا حکم دیا ہے کہ اگر ہم اس پر عمل پیرا ہو جائے تو نفرتوں کی بجائے محبتیں جنم لیں گی۔

محبت پیدا کرنے کے ذرائع: محبت پیدا کرنے کے آسان ذرائع میں سے ایک ذریعہ سلام کرنا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ جب بھی دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرے تو ایک دوسرے کو سلام کیا کرے اس سے باہمی محبت بڑھتی ہے چنانچہ روایت ہے تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک کہ ایمان نہیں لاؤگے اور کامل مومن نہیں بنو گے جب تک کہ آپس میں محبت نہیں کروگے کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جب تم اس پر عمل کروگے تو آپس میں محبت کرنے لگ جاؤگے وہ یہ ہے کہ آپس میں ہر ایک آدمی کو سلام کیا کرو۔([6])

اس حدیث میں کامل مومن کی نشانی یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ محبت کے رویے کا حامل ہوگا اور محبت کے اس رویے کو پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کے طرزِ عمل کو اختیار کیا جائے کیونکہ سلام دوسرے کے دل کھولنے کی چابی ہے اس سے ایک دوسرے سے الفت اور انسیت پیدا ہوتی ہے اسی طرح ایک اور حدیث ہے:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الإِسْلاَمِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ([7])۔ ترجمہ: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور جسے جانتے ہو اور جسے نہ جانتے ہو سب کو سلام کرو۔

مثبت رویے کے اظہار میں پہل کرنا: ملاقات کے وقت یہ ایک عام معاشرتی رویہ ہے کہ بہت سے لوگ جب دوسروں کے ساتھ ملتے ہیں تو وہ دوسروں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ مثبت انداز میں ملنے کا آغاز مدمقابل کرے خود کبھی اپنی طرف سے ایسے امکان کو پیدا نہیں کرتے جس کی وجہ سے بہت سے معاشرتی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً ایک تو بداعتمادی کی فضا بنتی ہے اسی طرح ایک

دوسرے سے کٹنے کی وجہ سے انسان تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے(8) چنانچہ اس منفی معاشرتی رویے کو تبدیل کرنے کے لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيءٌ مِنَ الْكِبْرِ(9)

ترجمہ: کہ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

مصافحہ کے نفسیاتی اثرات: آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی تعلیمات کے مطابق ملاقات کے وقت اکرام واحترام اور محبت کے رویّے کے اظہار کا ایک ذریعہ مصافحہ بھی ہے، سلام کے مقابلے میں اس کے نفسیاتی اثرات زیادہ نمایاں ہوتے ہیں اور اس سے دوسرے کے رویّے پر مثبت اثرات پڑتے ہیں کیونکہ مصافحہ بھی قربت کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ ڈسمنڈ مورس نے قربت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جب دو افراد جسمانی طور پر رابطہ کرتے ہیں اور ملتے ہیں چنانچہ اس کے نزدیک لمس (Touch) چاہے بازوؤں میں کس کر ہو یا ہاتھ ملا کر ہو یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جو دو فراد کے درمیان باہمی اطمینان اور راحت کا سبب بنتا ہے(10) اسی سبب آپ ﷺ نے اپنی امت کو مصافحہ کرنے کی تعلیم وترغیب دی ہے چنانچہ روایت ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلاَّ غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا(11)

ترجمہ: جب دو مسلمان ملاقات کے وقت آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں جدا ہونے سے پہلے بخش دیتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کا اپنا معمول بھی مصافحہ کا تھا چنانچہ روایت ہے کہ جب کوئی شخص نبی ﷺ کے سامنے آتا آپ ﷺ اس سے مصافحہ کرتے اور اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک سامنے والا خود نہ کھینچتا پھر اس وقت تک اس سے چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ چہرہ نہ پھیرتا اور کبھی بھی آپ ﷺ کو سامنے بیٹھنے والے کی طرف پاؤں بڑھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا(12)۔

مخاطب کے ساتھ اس کی ذہنی سطح کے مطابق رویہ رکھنا: معاشرتی زندگی میں مختلف افراد سے واسطہ پڑتا ہے جن میں سے ہر ایک کی ذہنی سطح الگ الگ ہوتی ہے خوشگوار معاشرتی زندگی کے لئے یہ ایک لازمی امر ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اس کی ذہنی سطح کے مطابق رویہ رکھا جائے تاکہ کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہ بنے اس حوالے سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہمیں بے شمار مثالیں ملتی ہیں چنانچہ روایت ہے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہا کہ یارسول اللہ! میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے آپ ﷺ

نے پوچھا، تمہارے پاس اونٹ ہیں؟اس نے کہا کہ جی ہاں۔آپ ﷺ نے پوچھاان کے رنگ کیسے ہیں؟اس نے کہا کہ سرخ، آپ ﷺ نے پوچھاان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟اس نے کہا کہ ہاں آپ ﷺ نے پوچھا پھر یہ کہاں سے آگیا؟اس نے کہامیرا خیال ہے کہ کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا جس کی وجہ سے ایسااونٹ پیدا ہوا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایسا بھی ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کارنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو([13])۔

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے ایک نوجوان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بلا خوف وتردد عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے زنا کی اجازت دیجئے صحابہ کرام نےؓ اس نوجوان کوڈانٹنے لگے مگر آپ ﷺ نے اس نوجوان کو قریب بلایا اور فرمایا کیاتم یہ بات اپنی والدہ کے لیے پسند کرتے ہو؟نوجوان نے کہامیری جان آپ ﷺ پر قربان ہو یہ بات میں اپنی ماں کے لیے کبھی پسند نہیں کر سکتا تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ اور لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے اسے پسند نہیں کرتے، پھر آپؐ نے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ کے بارے میں اس طرح کے سوالات کیے اور بعد میں اس سے پوچھتے کیاتم اسے پسند کرتے ہو وہ ہر بار یہی کہتا میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو خدا کی قسم یہ بات میں ہر گز پسند نہیں کر سکتا پھر آپ ﷺ نے اس نوجوان پر اپنے دستِ مبارک کو رکھ کر اسکے لئے دعامانگی جس کے بعد وہ کبھی بھی اس کام کی طرف مائل نہیں ہوا۔اس روایت سے ہمیں بخوبی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے اسے ڈانٹنے کے بجائے اس کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے اسکے ساتھ ایسارویہ اختیار کیا جس سے آئندہ کے لئے اس نوجوان کو اس گناہ سے نفرت ہوتی تھی۔([14])

یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ عام طور پر دیہات میں تعلیم کے مواقع نہ ہونے کی وجہ سے دیہاتیوں میں گنوار پن بہت زیادہ ہوتا ہے اور عموماً آدابِ معاشرت سے نابلد ہوتے ہیں، رکھ رکھاؤ، سلیقہ مندی سے بالکل بے نیاز ہوتے ہیں، جبکہ ان کے مقابلے میں عام طور پر شہریوں میں تعلیم زیادہ پائی جاتی ہے جس کی بناء پر وہ آداب زندگی سے بھی خوب واقف ہوتے ہیں، سلیقہ مندی، حسن معاشرت، بہتر انداز میں معاملات طے کرنا، نظافت ونزاکت وغیرہ دیگر اموران کی زندگی میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں اسی وجہ سے آپ ﷺ کا طرز عمل دیہاتیوں کے ساتھ بالکل الگ رنگ لئے ہوا تھا جبکہ شہریوں کے ساتھ الگ انداز تھا دیہاتیوں کے سخت رویہ اور طرز عمل کے باوجود آپ ﷺ ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کا رویّہ اختیار کرتے انکے الٹے سیدھے سوالات کو بھی برا نہ مانتے، چنانچہ روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک دیہاتی مجمع عام کی موجودگی میں مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا

، دوسرے صحابہ نے اسے روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے انہیں منع فرمایا اور اسے پیشاب کرنے دیا جب وہ دیہاتی فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر آداب مسجد سکھائے اور ذرا سی ناگواری کا بھی اظہار نہیں کیا[15]

اسکے برعکس جو صحابہ کرام مدینہ ہی میں مقیم تھے تو ان کی غلطیوں کو نظر انداز کر دینے کی بجائے ان سے بازپرس کی جاتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے درمیان دوران گفتگو کچھ رنجش پیدا ہوئی جس پر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ پر ناراضگی کا اظہار کیا[16]

دوسروں کے ساتھ نرمی کے رویّہ کو اپنانا: ہر انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کے ساتھ معاملات میں نرمی برتے اور ایسے اشخاص کو ہر معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو نرمی کی خوبی سے آراستہ ہوتے ہیں اصل میں جو شخص نرمی کے رویّہ کو اپناتا ہے تو اس کی وجہ سے عام لوگوں کے ساتھ اس کی میل جول بڑھ جاتی ہے اور عموماً نرم خو انسان اور لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے چنانچہ اس صفت کی وجہ سے وہ ہر دل عزیز ہو جاتا ہے اس وجہ سے آپ ﷺ نے نرمی اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ[17]

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہے، اور مہربانی اور نرمی کرنے کو پسند فرماتا ہے، اور نرمی پر وہ ثواب دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے معاملات میں نرمی برتنے کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا سَمْحًا إِذَابَاعَ، سَمْحًا إِذَا اشْتَرَى، سَمْحًا إِذَا اقْتَضَى[18]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے، جو بیچتے وقت نرمی کرے جب خریدے تب بھی نرمی کرے، اور جب تقاضا کرے تو نرمی کے ساتھ کرے۔

نرمی کی اہمیت کا پتہ اس حدیث سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ[19]

ترجمہ: جو فرد نرمی سے محروم کر دیا جاتا ہے تو وہ تمام خیر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

یعنی اس فرد میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نرمی نہ ہو۔

حیوانات کے ساتھ بھی نرمی کرنا: آپ ﷺ نرمی کے رویّے کو بہت پسند فرماتے تھے انسان تو انسان ہے آپ ﷺ نے حیوانات کے ساتھ بھی نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ روایت ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُو إِلَى هَذِهِ التِّلَاعِ، وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لِي: يَا عَائِشَةُ، ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا شَانَهُ ([20]) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ان ٹیلوں پر جایا کرتے تھے، آپ ﷺ نے ایک بار صحراء میں جانے کا ارادہ کیا تو میرے پاس صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھیجا جس پر سواری نہیں ہوئی تھی اور مجھ سے فرمایا عائشہ اس کے ساتھ نرمی کرنا کیونکہ جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے وہ اسے عمدہ اور خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی چھین لی جائے تو وہ اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

غلطی کرنے والے کے ساتھ کیسا رویّہ رکھا جائے؟: سماجی میل جول میں اس بات کا قوی امکان ہوتا ہے کہ کوئی ایک فرد غلطی کر بیٹھے اس صورتحال میں اس فرد کے ساتھ کیسا رویّہ رکھنا چاہیئے؟ تو اس حوالے سے آپ ﷺ نے اولاً اس بات کی تعلیم دی ہے کہ کسی انسان سے غلطی کا سرزد ہونا ایک فطری امر ہے چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ([21])

ترجمہ: کہ سارے انسانوں سے غلطی ہوتی ہیں اور بہترین خطاکار توبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔

اگر یہ حقیقت ہمارے ذہن میں رہے تو پھر کسی بھی غلطی کا ازالہ کرنا نفسیاتی طور پر آسان ہوتا ہے کیونکہ اس صورتحال میں مد مقابل جذبات کے رو میں بہہ کر توازن نہیں کھو بیٹھتا اور غلطی کرنے والے کے ساتھ سختی کرنے کے بجائے نرمی کا رویہ اختیار کرتا ہے کیونکہ مقصد اسے ذہنی اذیت نہیں بلکہ اس کی اصلاح کرنا ہے۔

غلطی کرنے والے کے درجہ کا لحاظ کرنا: بسا اوقات ایک شخص کی ایسی غلطی برداشت کی جاتی ہے کہ اگر دوسرے اس کا ارتکاب کرتے تو انہیں معاف نہیں کیا جاتا، اس فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسرے کے ساتھ اس کے مناسب رویہ اختیار کرنا چاہیئے چنانچہ اگر کسی سے لاعلمی یا غیر ارادتی طور پر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے ساتھ نرمی اور معاف کر دینے کا رویہ رکھنا آپ ﷺ کی سنت ہے چنانچہ روایت ہے:

بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهْ مَا شَأْنُكُمْ؟ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لَكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ([22])

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک نماز میں کھڑا تھا کہ اسی دوران ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے اسے يَرْحَمُكَ اللهُ کہا تو لوگوں نے مجھے ترچھی نظروں سے دیکھنا شروع کیا تو میں اس پر غصہ میں آگیا، میں نے کہا: تم لوگ میری طرف کنکھیوں سے کیوں دیکھتے ہو؟ تو وہ لوگ اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے لگے جب میں نے دیکھا کہ یہ مجھے چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائے میں نے آپ ﷺ سے بڑھ کر شفیق اور مہربان معلم نہ کسی کو پہلے دیکھا نہ ہی بعد میں، اللہ کی قسم نہ تو آپ ﷺ نے مجھے ڈانٹا نہ ہی مارا اور نہ ہی مجھے برا بھلا کہا بلکہ فرمایا کہ دوران نماز عام باتیں کرنا درست نہیں ہے بلکہ نماز تو بس قرآن پڑھنے اور اللہ کا ذکر اور تسبیح کرنے کے لیے ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص لاعلمی کی بنا پر غلطی کا ارتکاب کرے تو اسے تعلیم دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر اسے سمجھائے بغیر ڈانٹنا شروع کر دیا جائے تو اس کے غلط اثرات ظاہر ہونگے کیونکہ ناواقف تو اپنے آپ کو صحیح تصور کرتا ہے لہٰذا اگر اسے تعلیم دئے بغیر اس پر تنقید کی جائے تو اس سے اس کے دل ودماغ میں نفرت کے جذبات پیدا ہونگے نتیجتاً وہ انکار کرے گا جو صورتحال کو سلجھانے کے بجائے بگاڑ کی طرف لے جائے گا اور اگر غلطی بھولے سے ہو جائے تو پھر یاددہانی کی ضرورت ہے اور اگر اسے معمول بنالیا جائے تو پھر تنبیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ کا رویّہ خوش طبعی: آپ ﷺ کی سیرت دنیائے انسانیت کے لئے ایک حسین تحفہ ہے آپ ﷺ کے بیان کردہ احکام و قوانین اور ارشادات عین انسانی فطرت سے ہم آہنگ اور موافق ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں جس نے انسانی فطرت اور مزاج کو تخلیق فرمایا ہے لہٰذا انسان کا مزاج شناش اور فطرت شناش، خالقِ انسان سے زیادہ اور کون ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں انسانی فطرت اور مزاج کی جو رعایت نظر آتی ہے یقیناً اس کی نظیر اور مثال کہیں اور نہیں ملتی ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ خود ساختہ انسانی قوانین میں ردوبدل اور ترامیم ہوتی رہتی ہیں مگر آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں اس کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی بلکہ وہ ہر ملک کے باسی اور ہر زمانے کے پیدائشی انسان کے مزاج اور فطرت کے بالکل مطابق ہے خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کی سیرت میں انسانی نفسیات اور فطرت کی مکمل رعایت رکھی گئی ہے انسانی نفسیات کی کوئی بھی کیفیت ہو چاہے وہ خوشی یا غمی ہو، بیماری ہو یا صحت، بچپن کا دور ہو یا جوانی کا زمانہ یا بڑھاپا طاری ہو آپ ﷺ نے ہر حال، ہر آن اور ہر مرحلہ پر انسانی مزاج کے موافق احکام و قوانین مقرر کئے ہیں۔ انسانی فطرت کا ایک لازمی حصہ دل لگی اور مزاح ہے جو خود خالق انسان نے اس میں ودیعت فرمایا ہے۔

خوش طبعی بلاشبہ ایک عظیم نعمتِ خداوندی ہے خوش طبعی اور مزاح ایک ایسی سرور آگیں اور پُرکیف کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تقریباً ہر انسان میں ودیعت فرمائی ہے یہ ایک الگ معاملہ ہے کہ کسی کو کم تو کسی کو زیادہ نوازا ہے انسان سے اس کا ظہور بکثرت خوشی کے موقع پر ہوتا رہتا ہے، خوش طبعی دلوں کی پژمردگی کو دور کر کے ان کو سرور وانبساط کی کیفیت سے ہمکنار کرتی ہے۔ عقل و فہم کی تھکاوٹ دور کر کے نشاط اور چستی پیدا کرتی ہے اسی طرح جسمانی اضحلال کو ختم کر کے فرحت وراحت پہنچاتی ہے روحانی تکدر اور آلودگی کو مٹا کر آسودگی کی نعمت سے روشناس کراتی ہے یہ ایک عمومی مشاہدہ ہے کہ اسی نعمت کے ذریعہ مصیبت زدہ اور غم کے مارے ہوئے انسان کے سر سے غم واندوہ کے بادلوں کو ہٹایا اور چھٹایا جاتا ہے (23)۔

ذیل میں آپ ﷺ کے کچھ مزاحی رویّوں کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ متبعین سنت کے لئے یہ فطری اور نفسیاتی جذبہ بھی دیگر متعدد فطری جذبات کی طرح عبادت بن جائے چنانچہ روایت ہے کہ آپ ﷺ ازراہ مذاق انس ؓ کو بلاتے وقت فرماتے:

يَا ذَا الأُذُنَيْنِ اے دو کانوں والے (24)

اسی طرح ایک دیہاتی صحابی تھا جس کا نام زاہر بن حرام (25) تھا آپ ﷺ اس کے ساتھ مزاح کیا کرتے تھے چنانچہ اس حوالے سے ایک روایت ہے زاہر بن حرام نامی ایک دیہاتی تھا جو آپ ﷺ کے لئے دیہات سے ہدیہ لایا کرتا تھا اور جب وہ واپس جاتے تو آپ ﷺ بھی اسے سامان ضرورت سے نوازتے اور فرماتے کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں، (مطلب یہ کہ وہ ہمارے لئے دیہات کی اشیاء لاتا ہے اور ہم اسے شہری چیزیں عنایت کرتے ہیں) آپ ﷺ اس سے محبت رکھتے تھے اور وہ صورت کے اعتبار سے خوبصورت نہ تھے، ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے اور زاہرؓ اپنا سامان فروخت کررہے تھے تو آپ ﷺ نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا جبکہ زاہرؓ کو آپ ﷺ نظر نہیں آرہے تھے تو اس نے کہا، ارے کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو جب اس نے پیچھے مڑ کر آپ ﷺ کو پہچانا تو آپ ﷺ کے سینہ مبارک کے ساتھ اپنے آپ کو اور زیادہ چمٹا لیا اور آپ ﷺ آواز لگانے لگے کہ کون اسے خریدے گا؟ زاہر نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ تب تو آپ مجھے کھوٹا پائینگے (مطلب یہ کہ میں تو حسن و جمال سے عاری ہو) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے ہاں کھوٹے نہیں ہو۔ (26)

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے آپ ﷺ سے اونٹ کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے ازراہِ تفنن اسے فرمایا میں تمہیں سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ دوں گا اس آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا بھلا اونٹ کو اونٹنی کے سوا کوئی اور بھی جنتا ہے؟ یعنی جب سائل کو تعجب ہوا کہ اونٹنی کا بچہ تو اس قابل نہیں ہوتا کہ اس پر سواری کی جائے اور مجھے تو سواری کی ضرورت ہے تو آپ ﷺ نے اپنے مزاح کا انکشاف کرتے ہوئے اور اس کے تعجب کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ بھائی میں تجھے سواری کے قابل اونٹ ہی دے رہا ہوں مگر وہ بھی تو اونٹنی ہی کا بچہ ہے (27) اسی طرح ایک معمر صحابیہؓ نے آپ ﷺ سے دخولِ جنت کی دعا کی درخواست کی تو اس پر آپ ﷺ نے مزاحاً فرمایا کہ بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہوگی وہ عورت قرآن پڑھی ہوئی تھی اس نے عرض کیا بوڑھی کے لئے دخولِ جنت سے کیا چیز مانع ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا ہم جنتی عورتوں کو پیدا کریں گے پس ہم ان کو کنواریاں بنادیں گے (28)۔

خلاصۃ البحث

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انسانی نفسیات کے علم سے خوب نوازا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے رویّے اپنا رکھے تھے جو عین انسانی نفسیات کے مطابق تھے۔اور حضرت محمد ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اگر آج کے اس ڈپریشن اور اعصابی تناؤ کے دور میں ہم آپ ﷺ کے رویّوں کو اپنا لے تو ہماری معاشرتی زندگی میں خود بخود خوشیوں بھرا ماحول پیدا ہو جائے گا اور ہمارے بہت سارے معاشرتی اور نفسیاتی مسائل بہت آسانی سے حل ہو جائینگے، کیونکہ جس طرح معاشرہ میں افراتفری اور بے چینی اور بے یقینی کی صورتحال ہے اس کی بنیادی وجہ بھی اسلامی تعلیمات سے انحراف اور محمد رسول اللہ ﷺ کے کامل اتباع سے دوری ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1]۔ مغل، طارق محمود، معاشرتی نفسیات، ص22، اردو سائنس بورڈ لاہور، 2013ء۔

[2]- Rod Plotnik, Haig Kouyoumdjian, Introduction to Psychology, page581,ninth edition.

[3]۔ٹی ایم یوسف، صائمہ یوسف، جدید نفسیات ، ص387، علمی کتب خانہ، لاہور، 2006ء۔

[4]۔ایضا، ص198۔

[5]۔دلائی لامہ، خوش رہنے کا فن، ص52، مترجم، سید علاؤالدین، سٹی بک پوائنٹ کراچی، 2014ء۔

[6]۔مسلم، مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشيري (المتوفى 261ھ)، الجامع الصحیح ج1، ص74، داراحیاء التراث العربي–بیروت، 1954ء۔

[7]۔بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (ف256ھ)، الجامع الصحیح، ج1، ص12، دار طوق النجاۃ بیروت، 2001ء۔

[8]۔خوش رہنے کا فن، ص52۔

[9]۔بیہقی، احمد بن الحسین بن علي (المتوفى: 458ھ)، شعب الإیمان، ج11، ص202، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع ریاض، 2003 ء۔

[10]۔خوش رہنے کا فن، ص60۔

[11]۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (ف279ھ)، السنن، ج4، 3712، مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء۔

[12]۔ایضا، ج4، ص 235۔

[13]۔بخاری ج7، ص53۔

[14]۔حنبل، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد (ف، 241ھ) ج36، ص545، موسسۃ الرسالۃ، 2001ء۔

[15]۔بخاری، الجامع الصحیح، ج8، ص30۔

[16]ایضاً ،ج6،ص59۔

[17]۔ابن ماجہ،ابوعبداللہ محمد بن یزید،(ف273ھ)،السنن،ج4،ص646،داراحیاء الکتب العربیۃ بیروت،2009ء۔

[18]ایضاً ،ج3،ص321۔

[19]۔مسلم،ج4،ص2003۔

[20]۔امام ابوداود،ابوداود سلیمان بن الاشعث (ف275ھ)،السنن،ج7،ص186،المکتبۃ العصریۃ،صیدا،بیروت،س اشاعت ندارد۔

[21]۔ ابن ماجہ،السنن،ج2،ص1420۔

[22]۔ مسلم،ج14،ص381۔

[23]۔اداریہ،ماہنامہ دارالعلوم دیوبند،ص2،2008ء۔

[24]۔ترمذی،السنن،ج3،ص426۔

[25]۔یہ بدری صحابیؓ تھے حجاز کے رہنے والے تھے نسباً شجعی تھے،اور یہ دیہات میں رہتے تھے۔الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،ج2،ص509۔

[26]۔ملا علی قاری،علي بن محمد(المتوفی:1014ھ)،مشکاۃ المصابیح،ج3،ص1370،دارالفکر بیروت لبنان،1422ھ/2002ء۔

[27]۔ترمذی،السنن،ج3،ص425۔

[28]۔ابوعبداللہ،محمد بن عبداللہ الخطیب العمری(المتوفی:741ھ)،مشکاۃ المصابیح،ج 3،ص1369،المکتب الاسلامی بیروت،1985ء۔